۱۸۔ قطب جنوبی کا مہم جوٗ

ادارہ

پہلی بات: آپ جغرافیہ میں قطب شمالی اور قطب جنوبی کے متعلق پڑھ چکے ہیں۔ کرۂ زمین کے محور کے یہ دونوں سرے بالترتیب شمال اور جنوب میں واقع ہیں۔ قطب جنوبی دنیا کے سات برّ اعظموں میں سب سے دور، غیر آباد اور برف سے ڈھکے ہوئے برّ اعظم انٹارکٹکا پر واقع ہے۔ اس کا رقبہ چین اور بھارت کے رقبے کے برابر ہے۔ یہاں سورج کی کرنیں نہیں پہنچتیں اس لیے سال کے چھ مہینے یہاں رات کا اندھیرا چھایا رہتا ہے۔ یہاں کی برفانی ندیوں کا برف ساری دنیا کے ۹۰/ فیصد برف کے برابر ہے۔ غیر آباد ہونے کے باوجود دنیا کے مختلف ملکوں کے مہم جوٗ اس برّ اعظم کو سر کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ بھارت نے بھی ڈاکٹر سیّد ظہور قاسم کی قیادت میں اپنی مہم جوٗ ٹیم قطب جنوبی پر بھیجی تھی۔

ہندوستان کے ماہرِ بحریات اور قطب جنوبی کے مہم جوٗ سیّد ظہور قاسم ضلع الٰہ آباد کے رکسواڑہ گاؤں میں ۳۱/ دسمبر ۱۹۲۶ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد سیّد ضمیر قاسم یہاں کے زمین دار تھے۔ وہ کئی باغات کے مالک تھے۔ اُردو، فارسی میں شاعری بھی کرتے تھے۔ ظہور قاسم کی والدہ فاخرہ بیگم نہایت وضع دار خاتون تھیں۔ انھوں نے اپنے بچوں کی تربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور انھیں اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ ظہور قاسم اپنے تمام بھائی بہنوں میں سب سے بڑے تھے۔

ظہور قاسم کی ابتدائی تعلیم گھر ہی پر ہوئی۔ پنڈت جگدمبا پرشاد سے انھوں نے ریاضی، جغرافیہ اور تاریخ سیکھی۔ دینیات کے علاوہ اُردو فارسی کی تعلیم انھوں نے مولوی ابراہیم سے حاصل کی۔ جماعت ششم سے انھیں اسکول میں داخل کیا گیا۔ مجیدیہ اسلامیہ کالج سے میٹرک کے بعد گورنمنٹ کالج الٰہ آباد اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے انھوں نے سائنس میں گریجویٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد ظہور قاسم نے ۱۹۵۱ء میں علم الحیوانات میں ایم۔ ایس سی کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ اس کامیابی پر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے انھیں سونے کے تمغے سے نوازا اور شعبۂ علم الحیوانات میں لیکچرر کا عہدہ پیش کیا۔ ظہور قاسم کی شدید خواہش تھی کہ مَیں سمندری علوم میں ڈگری حاصل کروں۔ لہٰذا ۱۹۵۳ء میں وہ برطانیہ گئے اور وہاں کے کالج سے بحریات میں پی ایچ۔ ڈی اور ۱۹۶۸ء میں ڈی۔ ایس سی کی ڈگریاں حاصل کیں۔

ظہور قاسم کو تعلیم کے ساتھ ساتھ کھیلوں سے بھی دلچسپی تھی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران انھوں نے ہاکی اور فٹ بال کے کھیلوں میں اپنی مہارت کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ نیزہ اور ڈِسکس پھینکنے میں بھی اپنا کمال دِکھاتے اور دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتے تھے۔ علی گڑھ میں اسی شوق کی بنیاد پر انھیں جنرل اسپورٹس کیپٹن اور بعد میں جمنازیم کلب اور گیمز کمیٹی کا سکریٹری بنایا گیا تھا۔

بحریات میں پی ایچ۔ ڈی کرنے کے بعد جب ظہور قاسم کوچی کے بحر ہند میں تحقیقی کام کرنے والے عالمی ادارے سے جڑے تو انھوں نے کیرالا اور لکش دویپ کے سمندروں کی ابتدائی پیداوار اور کوچین کے ماہی پروری کے ادارے میں مچھلیوں کی حیاتیات کے مختلف گوشوں پر تحقیقی کام کیا۔ اس تحقیق کی وجہ سے تمل ناڈو میں مچھلیوں کی صنعت کو کافی فروغ حاصل ہوا۔ حکومت نے ان خدمات کے صلے میں ظہور قاسم کو ۱۹۷۴ء میں پدم شری کے اعزاز سے نوازا۔ وہ اگرچہ کئی سائنسی اداروں میں کام کرتے رہے

مگر جب انھوں نے گوا کے قومی ادارۂ بحریات (.N.I.O) کی ذمّہ داریوں کو سنبھالا تو ان کا راست تعلّق سمندری تحقیق سے ہوگیا۔ ان کے کاموں کی وجہ سے این۔آئی۔او ساری دنیا میں مشہور ہوگیا۔ یہاں ظہور قاسم نے تیرہ سمندری مہمّات کے ذریعے بحرِ عرب اور بحیرۂ بنگال کی سمندری پیداوار کا پتا لگایا اور کثیر دھاتی لچھّوں کے ذخیرے دریافت کیے جن کی مقدار اربوں ٹن تک پہنچتی ہے۔ ان لچھّوں میں مینگنیز، لوہا، تانبا، نکل اور کوبالٹ پایا جاتا ہے۔

قطب جنوبی کی مہم ہندوستان کی سائنسی ترقی کی تاریخ میں بڑی اہم مانی جاتی ہے۔ وزیرِاعظم اندرا گاندھی کی شدید خواہش تھی کہ جاپان، فرانس، برطانیہ اور امریکہ کی طرح بھارت بھی قطب جنوبی کو سَر کرے۔ حکومت نے اس مہم کی قیادت ظہور قاسم کے سپرد کی۔ چنانچہ مختلف فنون کے اکّیس ماہرین کا یہ دستہ قطب جنوبی کی مہم پر ۶/دسمبر ۱۹۸۱ء کو گوا کی مارموگاؤ بندرگاہ سے روانہ ہوا اور بڑی دقّتوں کا سامنا کرتے ہوئے ۹/جنوری ۱۹۸۲ء کو ہندوستانی وقت کے مطابق رات تین بجے قطب جنوبی پر پہنچا۔

قطب جنوبی کی سمت ظہور قاسم کے دستے کا ابتدائی سفر تو آرام دہ تھا مگر جب ان ماہرین کا جہاز گرجنے والا چالیسا اور غضبناک پچاس کے قریب پہنچا تو ان کی دشواریاں بڑھ گئیں۔ تیز و تند طوفانی ہواؤں اور پہاڑ جیسی بلند سمندری لہروں میں جب ان کا جہاز ڈگمگا جاتا تو انھیں اپنی موت قریب نظر آتی۔ اس خطّے میں پہنچ کر جب دن ایک ماہ کے برابر ہوا تو ان کی پریشانیاں اور بڑھ گئیں۔ ناشتے، دوپہر اور رات کے کھانے میں وقت کی تمیز نہیں رہ گئی تھی۔ یہ لوگ جب نیند آتی، سو جاتے اور جب بھوک لگتی، کھانا کھا لیتے۔ اس تبدیلی کی وجہ سے ان لوگوں میں چڑچڑاپن آ گیا تھا، ان کے چہروں پر مایوسی چھائی رہتی۔ کبھی کبھی ان کا جہاز برف کے تودوں میں پھنس جاتا یا ان سے ٹکرا جاتا تو ان لوگوں پر خوف طاری ہو جاتا تھا۔ ظہور قاسم ایسے حالات میں اپنے ساتھیوں کا حوصلہ بڑھاتے اور انھیں ہنسانے کی کوشش کرتے۔ وہ کہتے تھے، ''موت تو سڑک حادثے میں بھی ہو سکتی ہے، نیند میں بھی آ سکتی ہے لیکن کسی مہم کے دوران ہونے والی موت سے بہتر کوئی موت نہیں۔ اگر ہم اس دوران ہلاک ہو جاتے ہیں تو ملک کے کروڑوں لوگ ہمارا سوگ منائیں گے۔''

قطب جنوبی پہنچتے ہی مہم جوؤں نے مل کر وہاں ایک بیس کیمپ تعمیر کیا اور بھارت کا پرچم لہرایا۔ وہاں انھوں نے ایک خودکار موسمی اسٹیشن بھی قائم کیا۔ ان دونوں مقامات کو 'گنگوتری' اور 'میتری' نام دیے گئے۔ قطب جنوبی کو سر کرنے والوں کی یہ پوری ٹیم اکّیس ہزار کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے ۲۱/فروری ۱۹۸۲ء کو مارموگاؤ بندرگاہ واپس لوٹ آئی۔ یہ مہم ستہتّر دنوں میں مکمل ہوئی۔ اس کی کامیابی پر ہمارے ڈاک کے محکمے نے ۹/جنوری ۱۹۸۳ء کو ایک یادگار ٹکٹ جاری کیا تھا۔ وزیرِاعظم اندرا گاندھی نے ظہور قاسم اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دی اور اس کامیابی پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔

قطب جنوبی کی مہم سر کرنے کے بعد بھی ظہور قاسم مختلف اداروں سے وابستہ رہے۔ ۱۹۸۹ء میں انھیں جامعہ ملّیہ اسلامیہ، دہلی کا وائس چانسلر بنایا گیا۔ اس عہدے پر فائز ہوتے ہی انھوں نے جامعہ کی ترقّی کے بہت سارے کام کیے۔ سائنس کے شعبے کی ترقّی کو یقینی بنایا۔ جامعہ کی قدیم عمارتوں کی مرمّت اور تزئین پر توجہ دی، نئی عمارتیں تعمیر کروائیں۔ مختلف تعلیمی شعبے قائم کیے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ کھیلوں کی طرف بھی انھوں نے خصوصی توجّہ دی اور کرکٹ اور باسکٹ بال جیسے کھیلوں میں جامعہ کا نام روشن کرنے کے لیے کڑی محنت کی۔ دنیا بھر میں ان کی خدمات کو سراہا گیا۔ حکومتِ ہند نے انھیں پدم بھوشن کے خطاب سے بھی نوازا۔ تحقیق کے ساتھ انھوں نے تصنیف و تالیف پر بھی توجّہ دی۔ بارہ کتابیں اور دو سو پچاس تحقیقی مقالات ان کا تصنیفی سرمایہ ہے۔ بحریات اور ماحولیات پر کام

کرتے کرتے ظہور قاسم اٹھاسی برس کی عمر میں ۲۰/اکتوبر ۲۰۱۵ء کو اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔

معنی و اشارات

- **بحریات** – سمندروں کا علم
- **مہم جو** – خطرناک جگہوں کی کھوج کرنے والا
- **وضع دار** – خاص ڈھنگ سے زندگی گزارنے والا
- **جمنازیم** – جسمانی ورزش کی تربیت
- **ماہی پروری** – مچھلیوں کی پرورش، مچھلی پالن
- **NIO** – نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوشنوگرافی (قومی ادارۂ بحریات National Institute of Oceanography)
- **گرجنے والا چالیسا** – ۴۰° جنوبی عرض البلد
- **غضبناک پچاس** – ۵۰° جنوبی عرض البلد
  قطب جنوبی کے وہ خطے جہاں ہوائیں طوفانی رفتار سے چلتی ہیں۔
- **سوگ منانا** – کسی کی موت پر غم کا اظہار کرنا
- **بیس کیمپ** – ابتدائی پڑاؤ
- **سر کرنا** – فتح کرنا
- **تزئین** – سجاوٹ
- **تصنیف** – کتاب لکھنا
- **تالیف** – کتاب تیار کرنا
- **تحقیقی مقالہ** – کسی موضوع پر تلاش اور جستجو کے بعد لکھا ہوا مضمون
- **جہانِ فانی** – فنا ہونے والی دنیا
- **کوچ کرنا** – چلے جانا مُراد انتقال کر جانا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے:

۱۔ قطب جنوبی کسے کہتے ہیں؟
۲۔ قطب جنوبی کس براعظم پر واقع ہے؟
۳۔ سیّد ظہور قاسم کہاں پیدا ہوئے؟
۴۔ سیّد ضمیر قاسم کون تھے؟
۵۔ ظہور قاسم کی والدہ کا نام کیا تھا؟
۶۔ پنڈت جگد مبا پرشاد سے ظہور قاسم نے کیا سیکھا؟
۷۔ مولوی ابراہیم ظہور قاسم کو کیا پڑھاتے تھے؟
۸۔ ظہور قاسم کو کن کھیلوں میں کمال حاصل تھا؟

مختصر جواب لکھیے:

۱۔ ظہور قاسم نے کن فنون میں ڈگریاں حاصل کیں؟
۲۔ کوچی کے سمندری تحقیقی ادارے میں ظہور قاسم نے کون سی اہم تحقیقات کیں؟
۳۔ ظہور قاسم کو پدم شری کا اعزاز کیوں دیا گیا؟
۴۔ گوا کے قومی ادارۂ بحریات میں ظہور قاسم نے کون سے نمایاں کام انجام دیے؟
۵۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی میں ظہور قاسم نے کون سے اہم کام کیے؟

مفصل جواب لکھیے:

۱۔ قطب جنوبی کی جغرافیائی حالت بیان کیجیے۔
۲۔ گرجنے والا چالیسا اور غضبناک پچاس پر مہم جوؤں کو کن تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا؟
۳۔ قطب جنوبی پہنچ کر مہم جو دستے نے کیا کِیا؟
۴۔ قطب جنوبی کے سفر کی روداد بیان کیجیے۔

✤ **خالی جگہ پُر کیجیے:**

۱۔ سیّد ضمیر قاسم رکسواڑہ کے .... تھے۔

۲۔ ظہور قاسم نے ۱۹۵۱ء میں .... میں ایم۔ایس سی کا امتحان پاس کیا۔

۳۔ ظہور قاسم کی شدید خواہش تھی کہ میں ....علوم میں ڈگری حاصل کروں۔

۴۔ ان ....میں مینگنیز، لوہا، تانبا، نکل اور کوبالٹ پایا جاتا ہے۔

۵۔ یہ دستہ قطب جنوبی کی مہم پر ۶/ دسمبر کو گوا کی ....بندرگاہ سے روانہ ہوا۔

۶۔ کرکٹ اور باسکٹ بال جیسے کھیلوں میں .... کا نام روشن کرنے کے لیے کڑی محنت کی۔

✤ **وجوہات بیان کیجیے:**

۱۔ سیّد ظہور قاسم ۱۹۵۳ء میں برطانیہ گئے۔

۲۔ علی گڑھ یونیورسٹی نے سیّد ظہور قاسم کو سونے کے تمغے سے نوازا۔

۳۔ ناشتے، دوپہر اور رات کے کھانے میں وقت کی تمیز نہیں رہ گئی تھی۔

✤ **جوڑیاں لگائیے:**

الف	ب
۱۔ لکش دویپ	خودکار موسمی اسٹیشن
۲۔ کوچین	قومی ادارۂ بحریات
۳۔ گوا	کثیر دھاتی گچھوں کے ذخیرے
۴۔ کوچی	ماہی پروری کا ادارہ
۵۔ بحرِ عرب	سمندروں کی ابتدائی پیداوار
۶۔ میتری	بحرِ ہند میں تحقیق کرنے والا ادارہ

بول چال

✤ **درج ذیل الفاظ/محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے:**

مہم جو، کسر نہ چھوڑنا، کمال دِکھانا، حیرت میں ڈالنا، یقینی

بنانا، تزئین، نام روشن کرنا، موت قریب نظر آنا، خوف طاری ہونا، کوچ کر جانا

لفظوں کا کھیل

لفظ ’مہارت‘ سے ’مہ‘ اور ’رات‘ جیسے بامعنی الفاظ بنتے ہیں۔ آپ لفظ ’مہمات‘ سے درج ذیل معنی والے الفاظ بنائیے۔

۱۔ .... – سارا کا سارا

۲۔ .... – چاند

۳۔ .... – بہادری

۴۔ .... – رونا دھونا

۵۔ .... – ماں کی محبت

زورِ قلم

اپنے استاد کے ساتھ کسی تاریخی مقام کی سیر کیجیے اور جو کچھ آپ وہاں دیکھیں، اسے پندرہ جملوں میں لکھیے۔

سرگرمی/منصوبہ:

سندباد جہازی کی مہماتی کہانیاں اپنی اسکول کی لائبریری سے حاصل کرکے پڑھیے۔

عبارت آموزی

پنگوِن ایک آبی پرندہ ہے۔ عام طور پر یہ قطب جنوبی میں براعظم انٹارکٹکا میں پایا جاتا ہے۔ اس کا کشتی نما جسم پروں سے ڈھکا ہوتا ہے۔ اپنے بھاری جسم کی وجہ سے پنگوِن اُڑ نہیں سکتا۔ اس کا رنگ پیٹھ پر مٹیالا اور پیٹ پر سفید ہوتا ہے۔ سر بڑا، پنکھ چوڑے اور پیر چھوٹے ہوتے ہیں۔

پنگوِن اپنے جھلّی دار پروں کو پتواروں کی طرح استعمال کرکے پانی میں آسانی سے تیر سکتا ہے۔ اس کی چونچ میں حلق کی جانب مڑے ہوئے تیز کانٹے ہوتے ہیں جو غذا نگلنے میں مدد دیتے ہیں۔ اس کی غذا آبی حیوانات ہیں۔

پنگوِن پانی میں بیس منٹ تک رہ سکتا ہے۔ یہ ۲۵ میل فی گھنٹے کی رفتار سے تیرتا اور پانی میں چھے منٹ تک سانس روک سکتا ہے۔ برف پر پھسلتے ہوئے پنگوِن اپنے پروں سے اپنے آپ کو

آ گے ڈھکیلتا ہے۔ یہ اپنی آدھی زندگی زمین پر اور آدھی سمندر میں گزارتا ہے۔

سب سے بڑے قد کا پنگوِن ایمپرر کہلاتا ہے۔ اس کا قد تقریباً چار فٹ اور وزن پینتیس کلوگرام ہوتا ہے جبکہ سب سے چھوٹے پنگوِن کا قد صرف چالیس سینٹی میٹر اور وزن ایک کلو ہوتا ہے۔ اسے 'لِٹل بلو' کہتے ہیں۔

پنگوِن کی کچھ قسمیں معتدل اور گرم علاقوں میں بھی پائی جاتی ہیں مثلاً آسٹریلیا، جنوبی افریقہ، نیوزی لینڈ وغیرہ میں۔

سوالات:

۱۔ پنگوِن کی جسمانی ساخت بیان کیجیے۔
۲۔ پنگوِن پانی میں آسانی سے کیوں تیر سکتے ہیں؟
۳۔ پنگوِن کی دو قسموں کے بارے میں معلومات دیجیے۔

آئیے زبان سیکھیں

زمانۂ ماضی

بولتے یا لکھتے وقت جب ہم کسی کام کے کرنے یا ہونے کا ذکر کرتے ہیں تو اس کام کو قواعد میں **'فعل'** کہا جاتا ہے۔ آپ نے یہ بات تو سنی ہوگی کہ ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے۔ اسی طرح قواعد میں آنے والے کام یا فعل کا بھی ایک وقت ہوتا ہے۔ جملے کے فعل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کام یا واقعہ گزرے ہوئے وقت (زمانۂ ماضی) میں ہوا یا موجودہ وقت (زمانۂ حال) میں ہو رہا ہے یا آنے والے وقت (زمانۂ مستقبل) میں ہوگا۔

(الف) اب ذیل کے جملوں پر غور کیجیے:

۱۔ آپؐ کے ایک صحابی کنویں کے مالک سے ملے۔
۲۔ بھتیجے کے نام انھوں نے ساری جائداد لکھ دی۔
۳۔ تمام قوموں کے لوگوں نے ان کا استقبال کیا۔

ان جملوں کے خط کشیدہ افعال سے پتا چلتا ہے کہ کام گزرے ہوئے وقت یعنی زمانۂ ماضی میں ہوا۔ یہ تمام جملے **'زمانۂ ماضی مطلق'** کی مثالیں ہیں۔

(ب) اب ان مثالوں کو پڑھتے ہوئے ان کے زمانے پر توجہ دیجیے۔

۱۔ حضرت محمدؐ نے اپنی ایک بیٹی بی بی رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا تھا۔
۲۔ باجے والے، دھوبی، چمار بھی کھا چکے تھے۔
۳۔ وہ کمہار گیدی تو ساری عمر یاد رکھے گا کہ کس سے واسطہ پڑا تھا۔
۴۔ جب سے میں اس جزیرے میں آیا تھا، انڈے نہیں کھائے تھے۔

خط کشیدہ افعال سے ظاہر ہے کہ کام گزرے ہوئے وقت میں بہت پہلے پورا ہو چکا تھا۔ جب جملے کے فعل سے ایسا زمانہ ظاہر ہو تو اس زمانے کو **'زمانۂ ماضی بعید'** کہتے ہیں۔

(ج) ذیل کے جملوں میں افعال کے زمانے پر غور کیجیے۔

۱۔ بوڑھی کاکی بیٹھی ہوئی کھانا کھا رہی تھیں۔
۲۔ میں اس آواز کو اپنا وہم سمجھ رہا تھا۔
۳۔ دادی کی مایوسی بڑھتی جا رہی تھی۔
۴۔ کہانی سنانے والا بالکل اوٹ پٹانگ باتیں کر رہا تھا۔

ان جملوں کے خط کشیدہ افعال سے معلوم ہو رہا ہے کہ ہر کام گزرے ہوئے وقت میں جاری تھا۔ ایسے فعل کے وقت کو **'زمانۂ ماضی استمراری'** کہتے ہیں۔

- **ذیل کے جملوں کو زمانۂ ماضی کی تینوں قسموں میں الگ کیجیے۔**

۱۔ ان کے شوہر کو مرے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا تھا۔
۲۔ مہمانوں نے کھانا کھایا۔
۳۔ روپا آنگن میں پڑی سو رہی تھی۔
۴۔ وہ کاکی کی کوٹھری کی طرف چلی۔
۵۔ روپا بیٹھی یہ روحانی نظارہ دیکھ رہی تھی۔
۶۔ بدھ رام اور رُوپا دونوں ہی انھیں سزا دینے کا تصفیہ کر چکے تھے۔